ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

اردو رسم الخط اور عبد القدوس ہاشمی کا موقف

The Urdu script and Abdul Quddus Hashmi's stance on it

محمد محبوب
لیکچرر: قائدِ اعظم ڈی۔پی۔ایس۔ گوجرانوالہ

Muhammad Mehboob
Lecturer: Q. D. P. S. Gujranwala

Abstract

Molana Abdul Quddos Hashmi was an expert of Urdu language and literature. He provide answers of many questions about script of Urdu language. According to him Urdu is not language of any religion but it is language of whole Indian society. Script of any language depended upon the needs of concern language. The Arabic Script of Urdu is not a sign of affiliation of this language with Muslims or Islam but it is due to its needs. It is not fair to change the script of any language only because of social pressure. The two forms of Urdu script that are prevalent are **Naskh** and **Nastaliq.** In case of change in script in Urdu language there will be many problems for people.

Key Words: Urdu, Script, Naskh, Nastaliq

کلیدی الفاظ: اردو، رسم الخط، نسخ، نستعلیق

مولانا عبد القدوس ہاشمی اردو زبان و ادب کے اہم ماہرین میں شامل ہیں۔ مولانا کی پیدائش ۲۶ جون ۱۹۱۱ء میں صوبہ بہار کے شہر گیا کے شمال میں سادات کے ایک مشہور بستی مخدوم پور میں ہوئی۔ انہوں نے کئی کتب تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ کئی کتابوں کے تراجم بھی کیے۔ وہ اردو، انگریزی، عربی سمیت کئی زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔

انہوں نے اردو کے رسم الخط پر اٹھنے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ انہوں نے کتاب کے آغاز میں اردو کے آغاز کے حوالے سے اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔ انہوں نے اردو کی تشکیل کو ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے جوڑا ہے۔ مولانا کے خیال میں جب کسی علاقے میں کوئی نئی قوم آتی ہے تو اس کے میل جو سے نئی زبان بن جاتی ہے۔ اردو بھی اسی طرح بنی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

> ”اردو کی پیدائش ہندوستان کے لیے کوئی نیا واقعہ نہیں ہے ۔ اس زمین پر پچھلے زمانے میں بھی بار بار دوسری قومیں آتی رہیں۔ جب کوئی نئی قوم آئی تو کچھ دنوں کے بعد پرانی قوموں سے میل جول نے نئی زبان پیدا کر دی۔“[1]

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

عام طور پر ہندوستان میں اردو اور ہندی کے حوالے سے یہ تصور پایا جاتا ہے کہ ہندی ہندوؤں کی زبان ہے جبکہ اردو کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔ یہ تصور قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ کیوں کہ بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ اردو خالصتاً ہندوستان معاشرت میں پروان چڑھنے والی زبان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں آنے کے بعد مسلمانوں نے اپنی زبان اور ادب قربان کر دیا ہے۔ اور یہاں کے رہن سہن اور زبان کو اپنایا ہے۔ اس حقیقت کو مولانا نے یوں بیان کیا ہے۔

مسلمانوں نے جب اس دیس کو اپنا وطن بنایا تو جبہ و دستار ہی نہیں بلکہ اپنی مادری زبان بھی اس دیس کی نذر کر دی۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ وہ مسلمان جنھوں نے مصر کی زبان بدل دی، ٹیونس و الجزائر کی زبانیں بدل دیں افریقہ اور ایشیا کی بہت سی زبانیں مٹا کر عربی کا سکہ چلایا، نہ جانے کیا بات تھی کہ ہندوستان میں اپنی زبان عربی و فارسی چھوڑ کر برج بھاشا کے ہو رہے۔ اردو زبان اسی برج بھاشا کی ترقی یافتہ شکل ہے۔[۲]

گویا اردو کا مذہب سے اس طرح کا تعلق نہیں ہے جس طرح کا تعلق عام طور پر لوگ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اردو اس ملک اور معاشرت کی زبان ہے۔

اردو پر دیگر اعتراضات کے ساتھ ساتھ عام طور پر اس کے رسم الخط پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔ اس اعتراض میں اس بات پر بھی زور دیا جاتا ہے کہ اردو کے موجودہ رسم الخط کو ہٹا کر کسی اور زبان کا رسم الخط اردو کے لیے اپنا لیا جائے۔ حالانکہ ہر زبان کے اپنے تقاضے ہیں۔ وہ تقاضے اس زبان کا اپنا رسم الخط ہی پورے کر سکتا ہے۔ اس حوالے سے وہ کہتے ہیں

> "پتھر کی طباعت میں جو دقتیں ہیں ان کا بار غلط فہمی کی وجہ سے رسم الخط کے سر تھوپ دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بعض لوگوں نے اردو رسم الخط بدل دینے کا مشورہ دے ڈالا۔ کسی نے ناگری کی مدح سرائی کی اور کوئی لاطینی کی تجویز پیش کرنے لگا"۔[۳]

زبان کے رسم الخط کا بنیادی مقصد متعلقہ زبان کی تمام آوازوں اور الفاظ کو صراحت سے بیان کرنا ہوتا ہے۔ یعنی جس زبان میں جو جو آوازیں رائج ہیں ان کے نمائندہ حروف تہجی کا اس رسم الخط میں ہونا ضروری ہوتا ہے۔ بعض آوازیں ایک دوسرے سے مشابہ ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود میں کچھ نہ کچھ

اختلاف ضرور ہوتا ہے۔ ایک معیاری اور موثر رسم الخط اس اختلاف کو واضح کرتا ہے۔ اس بات کو مولانا نے مثال کے ذریعے یوں واضح کیا ہے۔

> ”رسم الخط ہر ملک میں اس ملک کی مروجہ زبان کی ضرورت کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ چینی اور جاپانی رسم الخط میں بعض الفاظ و نقوش کچھ خاص آوازوں کو ادا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جن کے مقابل دوسری زبانوں میں کوئی نقش آپ کو نہیں ملے گا۔ بظاہر وہ غیر ضروری معلوم ہوں تو ہوا کریں۔ حقیقتاً ان زبانوں کو اتنی ہی ضرورت ہے جتنی انگریزی زبان کو B.D وغیرہ کی۔ انگریزی میں ملاحظہ فرمایے X بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ S اور K کی مرکب آواز دیتا ہے اور K, S سے اس حرف کا کام لیا جاسکتا ہے۔ یہ حرف انگریزی رسم الخط میں بے ضرورت اور زائد ہے۔ لیکن ذرہ غور سے توجہ فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ ایسا نہیں، کیوں کہ K اور S کی مرکب آواز X کی آواز سے کسی قدر مختلف ہوتی ہے۔“[۴]

اردو رسم الخط کے بعض ناقدین اردو کے اپنے رسم الخط کی جگہ ہندوستان یا دیگر زبانوں کے رسم الخط کے نفاذ کا مشورہ دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ لوگ ناگری خط کے نفاذ کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس مشورے کے پیچھے کوئی منطق نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک سوچ ہوتی ہے۔ وہ سوچ یہ ہے کہ اردو کا رسم الخط مسلمانوں کی زبانوں یعنی عربی وغیرہ سے ملتا جلتا ہے۔ ناقدین کی اس رائے کے حوالے سے مولانا عبد القدوس کہتے ہیں۔

ناگری خط ایک نامکمل اور تکلیف دہ رسم الخط ہے۔ میری رائے میں زبان اور رسم الخط کے مسئلے پر جس نقطہ نظر سے مسٹر گاندھی آنریبل سی راج گوپال چاریہ غور کرتے ہیں، وہ صحیح نہیں ہے۔ زبان ہندوؤں اور مسلمانوں کی نہیں ہوا کرتی بلکہ ملک اور دیس کی ہوا کرتی ہے۔ آپ نے کبھی نہیں سنا ہو گا کہ عراق کے مسلمان عربی اور عیسائی عبرانی یا کلدانی زبان بولتے ہیں۔[۵]

زبانوں کا باہم تعلق بہت پرانی روایت ہے۔ ہر زبان میں دوسری زبان کے الفاظ، لب و لہجے اور دیگر حوالوں سے تعلق ضرور ہوتا ہے۔ یہ کسی بھی زبان کی وسعت دامنی کی علامت ہے کہ اس میں دوسری زبانوں کی خوبیاں بھی موجود ہوں۔ اردو کے دامن میں بھی یہ وسعت موجود ہے کہ اس میں دیگر

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

زبانوں کے الفاظ کے ساتھ ساتھ رسم الخط کا اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔ ہر بڑی زبان میں یہ خوبی موجود ہوتی ہے۔

معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اردو میں فارسی رسم الخط نافذ ہے۔ یا یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں فارسی الفاظ و تراکیب کی کثرت پائی جاتی ہے۔ اگر ان امور کو درست مان لیا جائے تب بھی اردو رسم الخط کی تبدیلی کی کوئی منطق پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیوں کہ اس طرح تو بہت سی دوسری زبانوں میں بھی ہوتا ہے۔

رسم الخط ہمیشہ اسی زبان کا قرار دیا جاتا ہے جس زبان کے لیے وہ استعمال کیا جا رہا ہو۔ اردو میں جو رسم الخط رائج ہے اسے فارسی سے موسوم کرنا درست عمل نہیں ہے۔ اس حوالے سے مولانا عبد القدوس ہاشمی کا موقف یہ ہے۔

> "اردو رسم الخط اگرچہ فارسی رسم الخط سے لے کر بنایا گیا ہے۔ لیکن اسے بعنیہ فارسی رسم الخط نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ اگر نسبت اصل کی طرف ہی منظور ہے تو ہندی رسم الخط کو بھی سنسکرت بلکہ اور قدیم سامری رسم الخط کہا کیجیے۔ کیوں کہ تاریخ کا وسیع علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ ناگری میں اپنا اس سے زیادہ حصہ نہیں جتنا اردو رسم الخط میں اپنا اردو کا حصہ ہے۔"[٦]

رسم الخط میں تبدیلی کا فیصلہ جذباتی یا سیاسی یا سماجی دباؤ کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے غیر متعصبانہ اور غیر جانب دارانہ انداز میں حقائق کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ وہ حقائق یہ ہیں کہ کیا واقعی پہلے سے رائج رسم الخط زبان اور زبان بولنے والوں کے لیے نا قابل قبول ہے۔ کیا یہ رسم الخط اس قدر ناقص ہے کہ اس کو تبدیل کیے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ اور کیا جو رسم الخط نافذ کیا جائے گا وہ اس جیسے مسائل سے پاک ہو گا یا نہیں۔ اگر تو یہ ثابت ہو جائے کہ موجودہ رسم الخط زبان کے بنیادی تقاضوں کی تکمیل کے قابل نہیں رہا تو تبدیلی کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

زبان کے بنیادی تقاضے تین ہیں۔

اول یہ کہ اس زبان کی تعلیم دینا اور دوسروں کو سکھانے میں کوئی مسئلہ یا مشکل درپیش نہ ہو

دوم یہ کہ اس زبان کے لٹریچر کی طباعت اور اشاعت میں کوئی مشکلات درپیش نہ ہوں۔ یعنی جب زبان کا ادب تخلیق ہو گا تو اس ادب کو خوب صورت اور معیاری انداز میں شائع کیا جا سکے۔

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

تیسری بات یہ بھی ذہن نشین رہے کہ مجوزہ رسم الخط اپنی معاشرت اور علاقے کے تقاضوں کو پورا کر رہا ہو۔ وقت کی ضروریات اور ٹیکنالوجی کے استعمال کی صلاحیت رکھتا ہو۔ انہی حقائق کی بنیاد پر کسی رسم الخط کو تبدیل کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کیا جانا چاہیے۔

"ایک رسم الخط پر کئی حیثیتوں سے غور کیا جاتا ہے، آواز و حروف کی
مطابقت کے سوا یعنی:
تعلیم کی آسانیوں کے اعتبار سے
طباعت کی سہولت کے اعتبار سے
جگہ، محنت اور وقت کے اعتبار سے بھی غور کیا جاتا ہے"

مولانا عبد القدوس نے اپنے عہد میں اردو رسم الخط کے حوالے سے جو تجاویز پیش کی گئی تھیں ان تمام تر تجاویز کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ رسم الخط کی تبدیلی کی صورت میں جو مشکلات در پیش ہو سکتی ہیں کو بھی پیش کیا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ آوازیں ہمزہ اور واؤ کے ساتھ ہی ادا ہو سکتی ہیں۔ اگر کوئی اور رسم الخط رائج کر دیا جائے تو اس طرح کی منفرد آوازوں کا کیا بنے گا جو صرف اردو زبان کے پاس ہیں۔ ان کو لکھنے کے لیے علامات کہاں سے لائی جائیں گی۔ کیوں کہ دیگر زبانوں کی طرح اردو میں بھی اپنی مخصوص آوازیں ہیں جو دوسری زبانوں میں موجود نہیں ہیں۔ اس طرح کے مسائل کی نشان دہی کرتے ہوئے مولانا نے لکھا ہے

"دکھاؤ بلاؤ یعنی اردو میں جو آواز ہمزہ اور واؤ سے ادا کی جاتی ہے
، اس کے لیے ناگری میں کوئی نقش موجود نہیں۔ ہمزہ اور واؤ سے جو آواز
پیدا ہوتی ہے وہ یقینا الف اور واؤ کے مرکب سے مختلف ہے۔ لیکن ناگری
رسم الخط میں کوئی سمبل اس کے ادا کرنے کی موجود نہیں ہے۔ بلااو یا دکھاو
لکھنا پڑے گا۔"[۸]

اردو رسم الخط سکھانے کے حوالے سے بھی بہت آسان ہے۔ چوں کہ نئے سیکھنے والوں کے لیے رسم الخط کا آسان اور مختصر ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح ہم حروف کی شکل و صورت بھی ایسی ہو جو آسانی سے سمجھ میں آجائے تو اور اس کو آسانی سے سمجھا جا سکے۔ اردو میں جب ہم زبان سکھاتے ہیں تو

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

سب سے پہلے اس کے حروف تہجی کی شکلیں سیکھنے والے کو یاد کرائی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ مختلف آوازو کے لیے استعمال ہونے والے حروف کو پہچان سکیں۔

> "اردو رسم الخط کے سکھانے کا یہ طریقہ عام عام طور سے مقرر ہے۔ سب سے پہلے اردو کے ۳۴ حروف تہجی کی شکلیں ذہن نشین کرائی جاتی ہیں۔ یہ شکلیں بہت ہی آسان اور سادے ہندسی خطوط سے بنی ہوئی ہیں۔"[۹]

اردو رسم الخط کی دو صورتیں رائج ہیں۔ خط نسخ اور نستعلیق۔ اگرچہ جائزہ لیا جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں نمونوں میں حروف اور الفاظ کا کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق صرف ان کی وضع کا ہے۔ اس اختلاف کو رسم الخط کی خامی کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے۔ بلکہ یہ ایک طرح کا تنوع ہے جو ایک ہی رسم الخط میں پایا جاتا ہے۔ مولانا نے بھی اسی موقف کو یوں بیان کیا ہے۔

> "نسخ و نستعلق کا قضیہ ایک ہی رسم الخط کے مختلف نمونوں کا قضیہ ہے۔ ہمیں اس جگہ دیکھنا صرف یہ ہے کہ دیوناگری اور اردو رسم الخط میں کس رسم الخط کی طباعت زیادہ آسان ہے۔"[۱۰]

طباعت اشاعت کے لیے بہت ضروری ہے۔ کوئی زبان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کی طباعت کے معاملات سادہ اور آسان نہ ہوں۔ اردو کی اشاعت و طباعت کا کام ہمارے سامنے موجود ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اردو میں اشاعت اور طباعت کا کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہے۔ مولانا لکھتے ہیں

> "اردو کی ٹائپ رائٹر مشین ہر جگہ صحیح کام دے رہی ہے۔ اس کے لیے کسی بیان کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ بڑے بڑے دفتری اور نجی کام اس سے بے تکلف ہو جاتے ہیں"[۱۱]

اردو میں بعض اوقات حروف کو جوڑ کر لکھا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ان حروف کو انفرادی طور پر الگ الگ کر کے بھی لکھا جاتا ہے۔ ان تمام تر صورتوں کو ملا کر بھی اگر اردو حروف میں تغیر اور تبدیلی کو دیکھا جائے تو اردو ٹائپنگ کے لیے الفاظ کے ۱۸۰ ٹکڑے بن جاتے ہیں۔ ان ۱۸۰ ٹکڑوں میں پوری اردو کی لکھائی کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ یہ جامعیت دوسرے بہت سے رسم الخط میں موجود نہیں ہے۔

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

"اردو میں بشمول ہمزہ ولا کل ۳۴ حروف تہجی ہیں۔ جن میں سے ا، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، و، لا ۹ حروف کبھی کسی حرف سے نہیں مل سکتے۔ اس لیے ان کی صرف دو شکلیں ہوتی ہیں۔

۱۔ جب وہ مفرد استعمال ہوں

۲۔ جب ان میں کوئی دوسرا حرف ملے

بقیہ ۲۵ حروف کی چار شکلیں ہوتی ہیں

جب وہ کسی حرف سے ملیں

جب وہ کسی حرف کے بیچ میں واقع ہوں

جب وہ کسی لفظ کے آخر میں واقع ہوں

جب وہ مفرد استعمال کیے جائیں۔

یہ کل ۱۱۸ ٹکڑے ہوئے۔ کچھ ٹکڑے حسن و خوبصورتی کے لیے بنا لیے جاتے ہیں۔ کچھ مرکب ٹکڑے سہولت کے لیے تیار کر لیے جاتے ہیں۔ غرض ۱۸۰ ٹکڑوں میں پورا ٹائپ ہو جاتا ہے۔"[۱۲]

اردو رسم الخط اس قدر سادہ اور آسان ہے کہ اس کو مختصر نویسی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو تحریریں نہایت سرعت اور آسانی سے پڑھی اور لکھی جا سکتی ہیں۔ یوں اردو کے موجودہ رسم الخط سے اردو لکھنے اور پڑھنے والے طبقے کو کوئی سنجیدہ مشکل درپیش نہیں ہے۔ اس لیے کوئی جواز موجود نہیں جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ اردو کا رسم الخط تبدیل کر دیا جائے۔

جب کسی کو اس رسم الخط سے کوئی مسئلہ نہیں ہے تو اس کی تبدیلی کا مطالبہ یا سوچ بالکل درست اور معقول نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسم الخط کا بنیادی مقصد ہی زبان کا آسان اور تیز ترین ابلاغ ہوتا ہے۔ جب یہ مقصد پورا ہو رہا ہو تو کوئی ضرورت نہیں باقی نہیں رہتی کہ کسی رسم الخط کو بدل دیا جائے۔ اس حقیقت کو مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے یوں بیان کیا ہے۔

"اردو رسم الخط ایک طرح کی مختصر نویسی ہے۔ ناگری سے بہت جلد لکھا جا سکتا ہے اور ناگری سے دگنی تیزی کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔"[۱۳]

اگر بالفرض اردو کا اپنا رسم الخط ترک بھی کر دیا جائے اور کوئی دوسرا رسم الخط نافذ بھی کر دیا جائے تو تب بھی اردو کی مشکلات کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ جائیں گی۔ کیوں کہ ایسی صورت میں زبان ایک باقاعدہ رسم الخط سے ہٹ کر ایک رومن طرز تحریر پر منتقل ہو جائے گی۔ رومن رسم الخط کے لیے

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

ممکن نہیں ہوتا کہ وہ تمام آوازوں کی نمائندہ حروف پیش کر سکے اس لیے بہت سے الفاظ اور ان کی آوازیں مشکوک ہو جاتی ہیں۔اس صورت حال میں پڑھنے والوں کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ یہی مشکلات اور شکوک وشبہات زبان میں نقص پیدا کر دیں گے۔اس حقیقت کو بھی مولانا نے اپنی کتاب اردو رسم الخط میں بیان کیا ہے۔

"اگر رسم الخط بدل کر ٹھیک اسی طرح لکھا گیا جیسا کہ آج رومن تحریر میں لکھا جاتا ہے تو موجودہ رسم الخط کی بہ نسبت زیادہ مشتبہ دقت طلب رہے گا۔"[۱۴]

الغرض اردو کے رسم الخط پر صرف اس بنیاد پر اعتراض کرنا کہ یہ عربی یا فارسی کے رسم الخط سے ملتا جلتا ہے بہت نامعقول بات ہے اور اردو کے موجودہ رسم الخط پر کیے جانے والے اعتراضات بھی درست نہیں ہیں۔

ISSN Online: 3080-9436 ISSN Print: 3080-9428
ALMANZIL JOURNAL
Vol.2 No.1 2025

حوالہ جات

۱۔ عبدالقدوس ہاشمی، اردو رسم الخط، دہلی، انجمن ترقی اردو، س ن، ص ۴
۲۔ ایضاً، ص ۵
۳۔ ایضاً ص ۶
۴۔ ایضاً ص ۸
۵۔ ایضاً، ص ۹
۶۔ ایضاً، ص ۱۱
۷۔ ایضاً ص ۱۵
۸۔ ایضاً ص ۱۸
۹۔ ایضاً ص ۲۲
۱۰۔ ایضاً، ص ۳۴
۱۱۔ ایضاً، ص ۲۸
۱۲۔ ایضاً، ص ۲۹
۱۳۔ ایضاً، ص ۳۱
۱۴۔ ایضاً، ص ۳۸